بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانفال (8)

آیت نمبر (8/الانفال:1 تا 4)

ن ف ل

(ن)

نَفَلًا　(ا) زیادہ عطیہ دینا۔ (2) مال غنیمت تقسیم کرنا۔

نَفَلٌ　ج: اَنۡفَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ مال غنیمت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 1

نَافِلَۃٌ　(1) فرض سے زیادہ۔ اضافی۔ (2) اولاد کی اولاد۔ پوتا۔ ﴿ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ﴾ (17/بنی اسرائیل:79) ''اور رات میں سے جاگ کر نماز پڑھیے اس میں، اضافی ہوتے ہوئے آپؐ کے لیے۔'' ﴿ وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ ﴾ (21/الانبیاء:72) ''اور ہم نے عطا کیا انؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ پوتا ہوتے ہوئے۔''

و ج ل

(س)

وَجَلًا　دل میں خوف محسوس کرنا۔ کانپ اٹھنا۔ ڈرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 2

وَجِلٌ　صفت ہے جو اسم الفاعل کے معنی میں آتا ہے۔ خوف محسوس کرنے والا۔ ڈرنے والا۔ ﴿ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴾ (15/الحجر:52) ''بیشک ہم تم لوگوں سے خوف محسوس کرنے والے ہیں۔''

ترجمہ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ	عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ	قُلِ	الۡاَنۡفَالُ	لِلّٰہِ	وَ الرَّسُوۡلِ ۚ
یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	مال غنیمت کے بارے میں	آپ کہہ دیجیے	مال غنیمت	اللہ کے لیے ہے	اور ان رسولؐ کے لیے ہے

فَاتَّقُوا	اللّٰہَ	وَ اَصۡلِحُوۡا	ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪	وَ اَطِیۡعُوا	اللّٰہَ	وَ رَسُوۡلَہٗۤ	اِنۡ	کُنۡتُمۡ
پس تم تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اور اصلاح کرو	آپس کی	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اگر	تم لوگ

مُّؤۡمِنِیۡنَ ①	اِنَّمَا	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	الَّذِیۡنَ	اِذَا	ذُکِرَ	اللّٰہُ	وَجِلَتۡ
ایمان لانے والے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ایمان لانے والے	وہ لوگ ہیں جو کہ	جب کبھی بھی	ذکر کیا جاتا ہے	اللہ کا	تو کانپ اٹھتے ہیں

قُلُوۡبُہُمۡ	وَ اِذَا	تُلِیَتۡ	عَلَیۡہِمۡ	اٰیٰتُہٗ	زَادَتۡہُمۡ	اِیۡمَانًا	وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ
ان کے دل	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں	ان کو	اُس کی آیات	تو وہ زیادہ کرتی ہیں ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور اپنے رب پر ہی

یَتَوَکَّلُوۡنَ ② ۚ	الَّذِیۡنَ	یُقِیۡمُوۡنَ	الصَّلٰوۃَ	وَ مِمَّا	رَزَقۡنٰہُمۡ	یُنۡفِقُوۡنَ ③ ؕ	اُولٰٓئِکَ
وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	وہ لوگ جو	قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں	وہ لوگ

ھُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	حَقًّا	لَھُمۡ	دَرَجٰتٌ	عِنۡدَ رَبِّھِمۡ	وَ مَغۡفِرَۃٌ	وَّ رِزۡقٌ کَرِیۡمٌ ۚ﴿۴﴾
ہی ایمان لانے والے ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے ہی	درجے ہیں	ان کے رب کے پاس	اور مغفرت ہے	اور باعزت رزق ہے

نوٹ: 1 آیت نمبر۔ 2 میں زَادَتۡھُمۡ اِیۡمَانًا کے الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ ایمان ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ بھی ہے اور شاخیں بھی۔ عقائد اس کی جڑ ہیں اور احکام شرعی اس کی شاخیں اور برگ و بار ہیں، جس طرح ایک شاداب درخت اپنی جڑوں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے اور اپنی شاخوں اور پتوں سے بھی، اسی طرح ایمان عقائد کی معرفت اور احکام کی بجا آوری، دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اس کے صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کی جڑ اور اس کی شاخوں، دونوں کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اس طرح یہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے اور اس کے مفقود ہو جانے سے وہ گھٹتا، سکڑتا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (8/ الانفال: 5 تا 10)

ش و ک

(ن) شَوۡکًا: کسی کو کانٹا چبھونا۔

شَوۡکٌ: اسم جنس ہے۔ واحد شَوۡکَۃٌ۔ ج: اَشۡوَاکٌ۔ کانٹا۔ جنگی ہتھیار۔ آیت زیر مطالعہ۔ 7

غ و ث

(ن) غَوۡثًا: مدد کرنا۔ ﴿ وَ اِنۡ یَّسۡتَغِیۡثُوۡا یُغَاثُوۡا بِمَآءٍ کَالۡمُھۡلِ ﴾ (18/ الکھف: 29) ''اگر وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے پگھلی ہوئی دھات''۔

(استفعال) اِسۡتِغَاثَۃً: مدد کے لیے پکارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9

ر د ف

(س) رَدۡفًا: کسی کے پیچھے سوار ہونا۔ کسی کے پیچھے لگنا۔ ﴿ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنَ رَدِفَ لَکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ تَسۡتَعۡجِلُوۡنَ ﴿۷۲﴾ ﴾ (27/ النمل: 72) ''ہو سکتا ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو اس کی بعض جس کی تم جلدی مچاتے ہو''۔

رَادِفَۃٌ: پیچھے لگنے والی۔ ﴿ تَتۡبَعُھَا الرَّادِفَۃُ ؕ﴿۷﴾ ﴾ (79/ النّٰزعٰت: 7) ''پیچھے آئے گی اس کے پیچھے لگنے والی''۔

(افعال) اِرۡدَافًا: (ا) کسی کو کسی کے پیچھے لگانا۔ (۲) کسی کو اپنے پیچھے لگانا۔ لگاتار آنا۔

مُرۡدِفٌ: لگاتار آنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9

ترکیب (آیت۔ 7) یَعِدُ کا مفعول اول کُمۡ ہے اور مفعول ثانی اِحۡدَی الطَّآئِفَتَیۡنِ ہے۔ اس لیے اِحۡدٰی حالت نصب میں آیا ہے۔ اَنَّھَا لَکُمۡ تاکید کے لیے ہے، اَنۡ یُّحِقَّ کے اَنۡ پر عطف ہونے کی وجہ سے یَقۡطَعَ حالت نصب میں ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔

ترجمہ

کَمَاۤ	اَخۡرَجَکَ	رَبُّکَ	مِنۡۢ بَیۡتِکَ	بِالۡحَقِّ ۪	وَ اِنَّ	فَرِیۡقًا	مِّنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ
جیسے کہ	آپؐ کو نکالا	آپؐ کے رب نے	آپؐ کے گھر سے	حق کے ساتھ	اور بیشک	ایک فریق	مومنوں میں سے

لَكٰرِهُوْنَ ۝۵	يُجَادِلُوْنَكَ	فِي الْحَقِّ	بَعْدَمَا	تَبَيَّنَ	كَاَنَّمَا	يُسَاقُوْنَ
یقیناً ناپسند کرنے والا تھا	وہ لوگ بحث کرتے تھے آپؐ سے	حق (بات) میں	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	گویا کہ	وہ لوگ ہانکے جاتے ہیں

اِلَى الْمَوْتِ	وَ	هُمْ	يَنْظُرُوْنَ ۝۶	وَاِذْ	يَعِدُكُمُ	اللّٰهُ	اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ	اَنَّهَا	لَكُمْ
موت کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	دیکھتے ہیں	اور جب	وعدہ کیا تم سے	اللہ نے	دو جماعتوں میں سے ایک کا	کہ وہ	تمہارے لیے ہے

وَتَوَدُّوْنَ	اَنَّ	غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ	تَكُوْنُ	لَكُمْ	وَيُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّحِقَّ	الْحَقَّ
اور تم لوگ چاہتے تھے	کہ	ہتھیار والی کے علاوہ	ہو	تمہارے لیے	اور چاہتا تھا	اللہ	کہ	وہ حق کرے	حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ	وَيَقْطَعَ	دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝۷	لِيُحِقَّ	الْحَقَّ	وَيُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَلَوْ	كَرِهَ
اپنے فرمانوں سے	اور وہ کاٹے	کافروں کی جڑ کو	تاکہ وہ حق کرے	حق کو	اور باطل کرے	باطل کو	اور اگرچہ	ناپسند کریں

الْمُجْرِمُوْنَ ۝۸	اِذْ	تَسْتَغِيْثُوْنَ	رَبَّكُمْ	فَاسْتَجَابَ	لَكُمْ	اَنِّيْ	مُمِدُّ
مجرم لوگ	جب	تم لوگ مدد کے لیے پکارتے تھے	اپنے رب کو	تو اس نے جواب دیا	تمہیں	کہ میں	مدد کرنے والا ہوں

كُمْ	بِاَلْفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	مُرْدِفِيْنَ ۝۹	وَمَا جَعَلَهُ	اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰى	وَلِتَطْمَئِنَّ
تمہاری	ایک ہزار سے	فرشتوں میں سے	لگاتار آنے والے ہوتے ہوئے	اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	خوشخبری	اور تاکہ مطمئن ہوں

بِهٖ	قُلُوْبُكُمْ	وَمَا النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ۝۱۰
اس سے	تمہارے دل	اور نصرت نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	بیشک اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

یہ آیات ان روایات کی تردید کر رہی ہیں جو جنگ بدر کے سلسلے میں عموماً کتب سیرت ومغازی میں نقل کی جاتی ہیں، یعنی یہ کہ ابتداءً نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین قافلے کو لوٹنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر چند منزل آگے جا کر جب معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے۔ تب یہ مشورہ کیا گیا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے یا لشکر کا مقابلہ۔ اس کے برعکس قرآن یہ بتا رہا ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تھے اسی وقت یہ امر آپؐ کے پیش نظر تھا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ مشاورت بھی اسی وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کو حملہ کے لیے منتخب کیا جائے اور باوجود اس کے کہ مومنین پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ لشکر ہی سے نمٹنا ضروری ہے، پھر بھی ان میں سے ایک گروہ اس سے بچنے کے لیے حجت کرتا رہا۔ اور بالآخر جب آخری رائے یہ قرار پا گئی کہ لشکر ہی کی طرف چلنا چاہیے تو یہ گروہ مدینہ سے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ہم سیدھے موت کے منہ میں ہانکے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (11 تا 19)

ع ن ق

(س) عَنَقًا لمبی گردن والا ہونا۔

عُنُقٌ ج: اَعْنَاقٌ۔ گردن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

ب ن ن

(ض) بَنًّا — کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔

بَنَانٌ — اسم جنس ہے۔ واحد بَنَانَۃٌ۔ ج: بَنَاتٌ۔ انگلیوں کے پور۔ زیر مطالعہ آیت۔12

ز ح ف

(ف) زَحْفًا — آہستہ آہستہ گھسٹنا۔ کثرت کی وجہ سے لشکر کا آہستہ آہستہ چلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔15

ح و ز

(ن) حَوْزًا — اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔

(تفعّل) تَحَوُّزًا — سانپ کا کنڈلی مارنا۔ حمایتی سے جاملنا۔

مُتَحَيِّزٌ — اسم الفاعل ہے۔ جاملنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔16

ترجمہ

اِذْ	يُغَشِّيْكُمُ	النُّعَاسَ	اَمَنَةً	مِّنْهُ	وَيُنَزِّلُ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَآءً
جب	اس نے ڈھانپ دیا تم لوگوں کو	اونگھ سے	امن ہوتے ہوئے	اپنی طرف سے	اور اس نے اتارا	تم پر	آسمان سے	پانی

لِّيُطَهِّرَكُمْ	بِهٖ	وَيُذْهِبَ	عَنْكُمْ	رِجْزَ الشَّيْطٰنِ	وَلِيَرْبِطَ	عَلٰى قُلُوْبِكُمْ
تاکہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اس سے	اور وہ لے جائے	تم سے	شیطان کی نجاست کو	اور تاکہ وہ مضبوط کرے	تمہارے دلوں کو

وَيُثَبِّتَ	بِهِ	الْاَقْدَامَ ﴿١١﴾ ط	اِذْ	يُوْحِيْ	رَبُّكَ	اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	اَنِّيْ	مَعَكُمْ
اور وہ جما دے	اس سے	قدموں کو	جب	وحی کیا	آپؐ کے رب نے	فرشتوں کی طرف	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا ط	سَاُلْقِيْ	فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	فَاضْرِبُوْا
پس تم لوگ جما دو	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	میں ڈالوں گا	ان کے دلوں میں جنہوں نے	کفر کیا	رعب	پس تم لوگ مارو

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ	وَاضْرِبُوْا	مِنْهُمْ	كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ط	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	شَآقُّوا	اللّٰهَ
گردنوں کے اوپر	اور مارو	ان میں سے	ہر ایک پور کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	مخالفت کی	اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ ج	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾	ذٰلِكُمْ
اور اس کے رسول کی	اور جو	مخالفت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو بیشک	اللہ	گرفت کرنے کا سخت ہے	یہ ہے

فَذُوْقُوْهُ	وَاَنَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابَ النَّارِ ﴿١٤﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمُ
پس تم لوگ چکھو اس کو	اور یہ کہ	کافروں کے لیے	آگ کا عذاب ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ ملو

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	زَحْفًا	فَلَا تُوَلُّوْهُمُ	الْاَدْبَارَ ﴿١٥﴾ ج	وَمَنْ	يُّوَلِّهِمْ	يَوْمَئِذٍ
ان سے جنہوں نے	کفر کیا	میدان جنگ میں	تو تم لوگ مت پھیرو ان سے	پیٹھوں کو	اور جو	پھیرے گا ان سے	اس دن

دُبُرَهٗٓ	اِلَّا	مُتَحَرِّفًا	لِّقِتَالٍ	اَوْ	مُتَحَيِّزًا	اِلٰى فِئَةٍ
اپنی پیٹھ کو	سوائے اس کے کہ	جھکائی دینے والا ہوتے ہوئے	قتال کے لیے	یا	ملنے والا ہوتے ہوئے	کسی جماعت سے

فَقَدْ بَآءَ	بِغَضَبٍ	مِّنَ اللّٰهِ	وَمَاْوٰىهُ	جَهَنَّمُ	وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑯	فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ
تو وہ لوٹا ہے	ایک غضب کے ساتھ	اللہ (کی طرف) سے	اور اس کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے لوٹنے کی جگہ	تو تم لوگوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	قَتَلَهُمْ ۠	وَمَا رَمَيْتَ	اِذْ	رَمَيْتَ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	رَمٰى ۚ	وَلِيُبْلِيَ
اور لیکن	اللہ نے	قتل کیا ان کو	اور آپ نے نہیں پھینکا	جب	آپ نے پھینکا	اور لیکن	اللہ نے	پھینکا	اور تاکہ وہ آزمائے

الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ⑰	ذٰلِكُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱
مومنوں کو	جیسا کہ خوبصورت آزمانے کا حق ہے	بیشک اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یہ ہے	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنیوالا ہے

اِنْ	تَسْتَفْتِحُوْا	فَقَدْ جَاۗءَكُمُ	الْفَتْحُ ۚ	وَاِنْ	تَنْتَهُوْا	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ
اگر	تم لوگ فیصلہ مانگتے ہو	تو آچکا ہے تمہارے پاس	فیصلہ	اور اگر	تم لوگ باز آجاؤ	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر

تَعُوْدُوْا	نَعُدْ ۚ	وَلَنْ تُغْنِيَ	عَنْكُمْ	فِئَتُكُمْ	شَيْـــًٔا	وَّلَوْ
تم لوگ دوبارہ کرو گے	تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے	اور ہرگز بے نیاز نہیں کرے گی	تم کو	تمہاری جماعت	کچھ بھی	اگرچہ

كَثُرَتْ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑲ ع
وہ زیادہ (بھی) ہو	اور یہ کہ	اللہ	مومنوں کے ساتھ ہے

نوٹ: 1

ہمارے کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ احادیث کی سند پر تو بہت تحقیق ہوئی ہے لیکن ان کے متن پر تحقیق نہیں ہوئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو حوالے دیتے ہیں، ان میں زیر مطالعہ آیت۔ 11 کا حوالہ شامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عین اس وقت اونگھ طاری ہو جائے جب زورشور سے جنگ جاری ہو اور حالت یہ ہو جائے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی ہوں، یہ بات عقل قبول نہیں کرتی۔ جبکہ ابن کثیر میں یہی مفہوم دیا ہے۔ اس لیے احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ حقیقت واضح کرنے کے لیے پہلے ہم ابن کثیر کی متعلقہ عبارت نقل کر رہے ہیں اس کے بعد اپنی وضاحت پیش کریں گے۔

''اللہ پاک ان احسانات کو یاد دلاتا ہے کہ وقت جنگ تم پر غنودگی طاری کر کے ہم نے تم پر احسان کیا ہے کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کا جو تمہیں احساس تھا اور اس احساس کے تحت تم پر ایک خوف سا طاری تھا اس سے تمہیں مامون کر دیا اور اسی طرح اللہ نے یوم احد میں بھی کیا تھا۔ (یہاں آیت 3/ آل عمران:154 کی متعلقہ عربی عبارت اور ترجمہ ہے)۔ ابوطلحہؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے روز مجھے بھی غنودگی آ گئی تھی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی اور میں اٹھاتا جاتا تھا اور میں لوگوں کو بھی دیکھ رہا تھا کہ ڈھال سر پر لگائے ہوئے نیند میں جھول رہے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقدادؓ کے سوا کسی کے پاس سواری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور خدا کے آگے روتے رہے، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ بروز جنگ یہ اونگھ خدا کی طرف سے گویا ایک امن کی شکل میں تھی اور نماز میں یہی اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں اونگھ سر میں

ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غنودگی یوم احد میں گھیرے ہوئے تھی اور یہ خبر تو بہت عام اور مشہور ہے اور یہاں آیت شریفہ سیاق قصہ بدر میں ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بدر میں غنودگی طاری تھی اور یہ شت جنگ میں مومنین پر طاری ہو یا کرتی تھی تا کہ ان کے قلوب اللہ کی مدد سے مطمئن اور مامون رہیں اور یہ مومنین پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔‘‘

اب پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اس پوری عبارت میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد منقول نہیں ہے۔ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا۔ وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ صحابہ کرامؓ کے کسی قول سے یہ مترشح نہیں ہے کہ یہ اونگھ عین حالت کارزار میں طاری ہوئی تھی، نہ احد میں اور نہ ہی بدر میں۔ آل عمران کی آیت اس ضمن میں بہت واضح ہے کہ احد میں شکست ہو جانے کے بعد مسلمان فوج کے ایک گروہ پر ایک اونگھ طاری کی گئی تھی اور طلحہؓ اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہؓ عین حالت جنگ کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو یہ اس کے اپنے ذہن کا تصوراتی ہیولہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کا قول بہت واضح ہے کہ یہ اونگھ رات کے وقت طاری کی گئی تھی۔ جبکہ ابن مسعودؓ اور قتادہؓ کے اقوال آیت زیر مطالعہ کی تفسیر سے متعلق ہیں، جنگ کے ذاتی تجربہ کا بیان نہیں ہے، البتہ ابن کثیرؒ کا اپنا قول یہ ہے کہ اونگھ عین حالت جنگ میں طاری کی گئی تھی۔ تو یہ ایک مفسر کا قول ہے جس سے اختلاف ممکن ہے اور اکثر مفسرین نے انؒ کی اس رائے سے اختلاف کیا بھی ہے۔

مذکورہ تجزیہ سے یہ بات پوری واضح ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تحقیق کے بعد جب معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو پھر اس کے متن پر تحقیق کرنا چہ معنی دارو۔ ایسا سوچنا بھی بڑی جسارت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ البتہ کسی متن سے کوئی جو مفہوم اخذ کرتا ہے، اس مفہوم پر تحقیق ہو سکتی ہے اور اس ضرورت کے ہم معترف ہیں۔ فی زمانہ اس ضمن میں ایک مزید ضرورت کا اضافہ ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے معاشرے میں نو دولتیوں کا ایک طبقہ وجود میں آیا تھا۔ آج کل نو تعلیمیوں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا ہے۔ یہ لوگ جس طرح کے مفاہیم اخذ کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقشہ آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں دیکھ چکے ہیں۔ ان کے دو چار اور مفاہیم اگر آپ کے سامنے آ گئے تو آپ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہونے لگے گا کہ مفہوم اخذ کرنے والے کے دماغ پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ ورکنگ آرڈر میں ہے کہ نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ احادیث کے متن پر تحقیق کرنے سے بات ختم نہیں ہو گی بلکہ بات شروع ہو گی۔ ایک صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو قرآن مجید کی چند آیات کے متن پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کی آیات نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ من گھڑت (موضوع) آیات ہیں جو کسی نے قرآن میں شامل کر دی ہیں۔ اپنی تحقیق کا لب لباب بڑی داد طلب نظروں سے جب وہ میرے سامنے پیش کر چکے تو میں نے اعتراف کیا کہ آپ کی ریسرچ اتنی گہری ہے کہ وہ ’’خوض‘‘ کے ’’رتبہ‘‘ کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس لیے صرف آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ اب آپ اس آیت کے متن پر تحقیق کریں جس میں اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ جیسے جاہل سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔

نوٹ:2

آیت۔ 19 میں خطاب مومنوں سے نہیں بلکہ کافروں سے ہے۔ مشرکین جنگ بدر کے لیے مکہ سے چلنے لگے تو غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگنے لگے کہ اے خدا دونوں فریقوں میں جو تیرے نزدیک افضل ہے اور جس کا قبلہ بہتر ہے اس کی مدد فرما (ابن کثیر)۔ آیت میں اسی کا حوالہ ہے۔

آیت نمبر (20 تا 28)

ترکیب

(آیت-20) وَلَا تَوَلَّوْا دراصل وَلَا تَتَوَلَّوْا ہے۔ (آیت-22) شَرَّ الدَّوَآبِّ مبتدا ہے۔ اَلصُّمُّ اور اَلْبُكْمُ اس کی معرفہ خبریں ہیں جبکہ اَلَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ خبروں کا بدل ہے۔ (آیت-24) وَاَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ (آیت-25) فِتْنَةً نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ لَا تُصِيْبَنَّ سے آگے پورا جملہ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت-26) اَنْتُمْ کی خبر اول قَلِيْلٌ ہے اور مُسْتَضْعَفُوْنَ اس کی خبر ثانی ہے۔ (آیت-27) لَا تَخُوْنُوْا کی لائے نہی پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے وَتَخُوْنُوْٓا مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْۤا	اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور روگردانی مت کرو	ان ؐ سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تَسْمَعُوْنَ ۝٢٠	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ	هُمْ	لَا يَسْمَعُوْنَ ۝٢١
تم لوگ	سنتے ہو	اور تم لوگ مت ہو	ان کی مانند جنہوں نے	کہا	ہم نے سنا	حالانکہ	وہ لوگ	نہیں سنتے

اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ	الصُّمُّ	الْبُكْمُ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْقِلُوْنَ ۝٢٢	وَلَوْ	عَلِمَ	اللّٰهُ
بیشک	زمین پر چلنے والوں کے بدترین	اللہ کے ہاں	بہرے ہیں	گونگے ہیں	وہ لوگ جو	عقل نہیں کرتے	اور اگر	جانتا	اللہ

فِيْهِمْ	خَيْرًا	لَّاَسْمَعَهُمْ ؕ	وَلَوْ	اَسْمَعَهُمْ	لَتَوَلَّوْا	وَّهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ۝٢٣
ان میں	کوئی بھلائی	تو وہ ضرور سنا تا ان کو	اور اگر	وہ سنا تا ان کو	تو وہ ضرور روگردانی کرتے	اور وہ ہیں (ہی)	اعتراض کرنے والے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اسْتَجِيْبُوْا	لِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ	اِذَا	دَعَاكُمْ	لِمَا	يُحْيِيْكُمْ ۚ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ حکم مانو	اللہ کا	اور ان رسول کا	جب بھی	وہ بلائیں تم کو	اس کے لیے جو	زندگی دیتی ہے تم کو

وَاعْلَمُوْۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَحُوْلُ	بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ	وَاَنَّهٗۤ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ ۝٢٤
اور جان لو	کہ	اللہ	حائل کردیتا ہے	آدمی اور اس کے دل کے درمیان	اور حقیقت تو یہ ہے کہ	اس کی طرف ہی	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

وَاتَّقُوْا	فِتْنَةً	لَّا تُصِيْبَنَّ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ	خَآصَّةً ۚ
اور تم لوگ بچو	ایک ایسی آزمائش سے جو	ہرگز نہیں پہنچے گی	(صرف) ان لوگوں کو (ہی) جنہوں نے	ظلم کیا	تم میں سے	خاص کرنیوالی ہوتے ہوئے

وَاعْلَمُوْۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝٢٥	وَاذْكُرُوْۤا	اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	مُّسْتَضْعَفُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
اور جان لو	کہ	اللہ	پکڑ کا سخت ہے	اور یاد کرو	جب	تم لوگ	اقلیت میں تھے	کمزور سمجھے جاتے تھے	زمین میں

تَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّتَخَطَّفَكُمُ	النَّاسُ	فَاٰوٰىكُمْ	وَاَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِهٖ
تم لوگ ڈرتے تھے	کہ	اچک لیں گے تم کو	لوگ	تو اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	اور اس نے تائید کی تمہاری	اپنی مدد سے

وَ رَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾	يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَخُوْنُوا
اور رزق دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	شاید کہ تم لوگ	شکر ادا کرو	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ خیانت مت کرو

اللهَ	وَالرَّسُوْلَ	وَ تَخُوْنُوْٓا	اَمٰنٰتِكُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾	وَاعْلَمُوْٓا
اللہ سے	اور ان رسولؐ سے	اور خیانت مت کرو	اپنی (آپس کی) امانتوں میں	اس حال میں کہ	تم لوگ	جانتے ہو	اور تم لوگ جان لو

اَنَّمَآ	اَمْوَالُكُمْ	وَ اَوْلَادُكُمْ	فِتْنَةٌ	وَّ اَنَّ	اللهَ	عِنْدَهٗٓ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾
کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تمہارے مال	اور تمہاری اولاد	ایک آزمائش ہیں	اور یہ کہ	اللہ!	اس کے پاس ہی	اجر عظیم ہے

نوٹ:1

آیت۔24 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل کر دیتا ہے۔کیا حائل کر دیتا ہے؟ یہ بات محذوف ہے۔اس وجہ سے آیت کے اس جملے کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور اس کے ایک سے زیادہ مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔البتہ اسی آیت میں مذکورہ جملے سے پہلے یہ ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ تمہیں حیات بخش چیز کی طرف بلائیں تو لبیک کہو۔اس کے پیش نظر مذکورہ جملے کا زیادہ قابل ترجیح مفہوم یہ بنتا ہے کہ جب کسی نیک کام کرنے یا گناہ سے بچنے کا موقع آئے تو اس کو فوراً کر گزرو، دیر نہ کرو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔بعض اوقات آدمی کے ارادے کے درمیان قضائے الٰہی حائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔موت آجائے،کوئی بیماری پیش آجائے یا کوئی واقعہ ایسی مصروفیت پیدا کردے کہ اس کام کی فرصت نہ مل سکے۔اس لیے انسان کو چاہیے کہ فرصتِ وقت کو غنیمت سمجھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے کیونکہ معلوم نہیں کل کیا ہوتا ہے۔(معارف القران سے ماخوذ)

نوٹ:2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کے سبب عوام پر عذاب نہیں بھیجتا۔لیکن جب خاص لوگ امرِ منکر قوم میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوتے ہیں لیکن اپنے اقتدار کو کام میں لا کر نہیں روکتے، تو پھر عمومی عذاب آجاتا ہے اور اس میں خاص و عام سب گرفتار بلا ہو جاتے ہیں۔(ابن کثیرؒ)۔آیت۔25 میں ایسے ہی عمومی عذاب کو فتنہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نوٹ:3

آیت۔26 فی زمانہ پاکستان پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔تقسیم سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے۔تعلیمی،معاشی،سرکاری ملازمتوں،غرض کہ ہر میدان میں پسماندہ تھے۔انہیں خوف تھا کہ برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندو اکثریت انہیں بالکل ہی کچل دے گی۔اس خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔کانگریس اور برطانوی حکومت، دونوں اس کے شدید مخالف تھے۔ چنانچہ برطانوی حکومت نے صوبوں کی فیڈریشن بنا کر متحدہ ہندوستان کو آزادی دینے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔مسلم لیگ نے اس منصوبہ کو قبول کر لیا تھا اور اس کا اعلان بھی کر چکی تھی۔گویا مسلمانوں کی کمان سے تیر نکل چکا تھا۔اب اگر کانگریس بھی اسے قبول کر لیتی ہے تو پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید و نصرت اس طرح کی کہ کانگریسی لیڈروں کی عقل الٹ دی اور انہوں نے اس منصوبے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس طرح پاکستان کے مطالبے کو نئی زندگی ملی اور برطانوی حکومت مجبور ہوگئی کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کرے۔(حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (29 تا 37)

م ک و

(ن)　مُكَاءً　منہ سے سیٹی بجانا۔ زیر مطالعہ آیت۔35

ص د و

(ن)　صَدْوًا　(۱) کسی چیز کا لمبا ہونا۔ (۲) تالی بجانا۔

(تفعیل)　تَصْدِيَةً　دونوں ہاتھوں سے تالی پیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔35

(تفعّل)　تَصَدِّي　کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ ﴿ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدّٰى ۞ ﴾ (80/عبس:6) ’’تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔‘‘

ر ک م

(ن)　رَكْمًا　تہہ در تہہ کرنا۔ ڈھیر لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔37

مَرْكُوْمٌ　اسم المفعول ہے۔ تہہ بہ تہہ کیا ہوا۔ ﴿ يَقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْكُوْمٌ ۞ ﴾ (52/الطور:44) ’’تو وہ لوگ کہیں گے تہہ بہ تہہ کیا ہوا بادل ہے۔‘‘

رُكَامٌ　اسم ذات ہے۔ تہہ در تہہ چیز۔ ﴿ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِيْ سَحَابًا ثُمَّ يُؤَلِّفُ بَيْنَهٗ ثُمَّ يَجْعَلُهٗ رُكَامًا ﴾ (24/النور:43) ’’کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں پھر وہ بناتا ہے اس کو ایک تہہ در تہہ چیز۔‘‘

ترکیب

(آیت۔32) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا، كَانَ کا اسم هٰذَا ہے اور اَلْحَقَّ اس کی خبر ہے، جبکہ هُوَ ضمیر فاصل ہے۔ (آیت۔33) كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے مُعَذِّبَهُمْ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔34) اَوْلِيَاءُهٗ کی ضمیر اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہے۔ (آیت۔36) فَسَيُنْفِقُوْنَهَا میں هَا کی ضمیر اَمْوَال کے لیے ہے۔ تَكُوْنُ کا اسم اس میں شامل هَا کی ضمیر ہے جو اَمْوَال کے لیے ہے اور حَسْرَةً اس کی خبر ہے۔ (آیت۔37) فَيَرْكُمَهٗ اور فَيَجْعَلَهٗ کے فاسببیہ ہیں اس لیے يَرْكُمَ اور يَجْعَلَ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِنْ	تَتَّقُوا	اللّٰهَ	يَجْعَلْ	لَّكُمْ	فُرْقَانًا
اے لوگو جو	ایمان لائے	اگر	تم لوگ تقویٰ کرو گے	اللہ کا	تو وہ بنا دے گا	تمہارے لیے	ایک واضح فرق کرنے والا

وَّيُكَفِّرْ	عَنْكُمْ	سَيِّاٰتِكُمْ	وَيَغْفِرْ	لَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۞	وَاِذْ	يَمْكُرُ
اور وہ دور کر دے گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو	اور وہ معاف کر دے گا	تم کو	اور اللہ	عظیم فضل والا ہے	اور جب	سازش کی

بِكَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لِيُثْبِتُوْكَ	اَوْ	يَقْتُلُوْكَ	اَوْ	يُخْرِجُوْكَ ؕ	وَ
آپؐ کے لیے	ان لوگوں نے جنھوں نے	کفر کیا	کہ وہ قید کریں آپؐ کو	یا	قتل کریں آپ کو	یا	نکال دیں آپ کو	اس حال میں

يَمْكُرُوْنَ	وَيَمْكُرُ	اللّٰهُ	وَاللّٰهُ	خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝٣٠	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا
وہ لوگ چال چلتے تھے	اور تدبیر کرتا تھا	اللہ	اور اللہ	بہترین تدبیر کرنے والا ہے	اور جب بھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	ہماری آیتیں

قَالُوْا	قَدْ سَمِعْنَا	لَوْ	نَشَآءُ	لَقُلْنَا	مِثْلَ هٰذَآ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ
تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہم سن چکے ہیں	اگر	ہم چاہیں	تو ہم (بھی) ضرور کہہ لیں گے	اس کے جیسا	نہیں ہے	یہ	مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٣١	وَاِذْ	قَالُوا	اللّٰهُمَّ	اِنْ	كَانَ	هٰذَا	هُوَ الْحَقَّ	مِنْ عِنْدِكَ	فَاَمْطِرْ	عَلَيْنَا
پہلے لوگوں کی کہانیاں	اور جب	انہوں نے کہا	اے اللہ	اگر	ہے	یہ	ہی حق	تیرے پاس سے	تو، تو برسا	ہم پر

حِجَارَةً	مِّنَ السَّمَآءِ	اَوِ	ائْتِنَا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣٢	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	وَ
پتھر	آسمان سے	یا	تو لے آ ہم پر	کوئی دردناک عذاب	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	اس حال میں کہ

اَنْتَ	فِيْهِمْ	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	مُعَذِّبَهُمْ	وَ	هُمْ	يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝٣٣	وَمَا لَهُمْ
آپ	ان میں ہیں	اور نہیں ہے	اللہ	ان کو عذاب دینے والا	اس حال میں کہ	وہ لوگ	استغفار کرتے ہیں	اور انہیں کیا ہے

اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ	اللّٰهُ	وَ	هُمْ	يَصُدُّوْنَ	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	وَ	مَا كَانُوْٓا	اَوْلِيَآءَهٗ
کہ عذاب نہ دے ان کو	اللہ	اس حال میں کہ	وہ لوگ	روکتے ہیں	مسجد حرام سے	حالانکہ	وہ نہیں ہیں	اس کے متولی

اِنْ	اَوْلِيَآؤُهٗٓ	اِلَّا	الْمُتَّقُوْنَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٤	وَمَا كَانَ	صَلَاتُهُمْ
نہیں ہیں	اس کے متولی	مگر	تقویٰ کرنے والے	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور نہیں تھی	ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ	اِلَّا	مُكَآءً	وَّتَصْدِيَةً	فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٥	اِنَّ
اس گھر کے پاس	مگر	سیٹی بجانا	اور تالی بجانا	پس تم لوگ چکھو	اس عذاب کو	بہ سبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	بے شک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
جن لوگوں نے	کفر کیا	وہ خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	تاکہ وہ روکیں	اللہ کے راستے سے	پس وہ لوگ (ابھی اور) خرچ کریں گے ان کو

ثُمَّ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ	يُغْلَبُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى جَهَنَّمَ
پھر	وہ ہوگا	ان پر	ایک حسرت	پھر	وہ لوگ مغلوب کیے جائیں گے	اور جنہوں نے	کفر کیا	جہنم کی طرف ہی

يُحْشَرُوْنَ ۝٣٦	لِيَمِيْزَ	اللّٰهُ	الْخَبِيْثَ	مِنَ الطَّيِّبِ	وَيَجْعَلَ	الْخَبِيْثَ	بَعْضَهٗ
وہ اکٹھا کیے جائیں گے	تاکہ الگ کرے	اللہ	ناپاک کو	پاکیزہ سے	اور تاکہ وہ کر دے	ناپاک کو	اس کے بعض کو

عَلٰى بَعْضٍ	فَيَرْكُمَهٗ	جَمِيْعًا	فَيَجْعَلَهٗ	فِيْ جَهَنَّمَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٣٧
بعض کے اوپر	تب وہ ڈھیر لگائے گا اس کا،	سب کے سب کا	تب وہ رکھے گا اس کو	جہنم میں	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ: 1

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ پوری قوم کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔ یہ فیصلہ کن عذاب ہوتا ہے جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب وغیرہ پر نازل ہوا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ کسی فرد یا افراد کے کسی گروہ پر کوئی عذاب آئے یا اگر کسی قوم پر کوئی عمومی عذاب آئے، تب بھی عذاب گزر جانے کے بعد قوم کا وجود باقی رہے۔ یہ وارننگ دینے والا عذاب ہوتا ہے۔

آیت نمبر 33 میں فیصلہ کن عذاب کا ذکر ہے۔ یہ عذاب اس وقت تک نازل نہیں کیا جاتا جب کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو یا کچھ اہل ایمان موجود ہوں جو استغفار کرتے ہوں۔ مکہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ہجرت کر جانے کے بعد بھی کچھ کمزور مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت نہیں کر سکے تھے۔ اس لیے مکہ فیصلہ کن عذاب سے محفوظ رہا۔ اس فیصلہ کن عذاب کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی قیامت تک استغفار لوگوں کو عذاب سے بچاتا رہے گا۔ (ابن کثیرؒ سے ماخوذ) جبکہ آیت۔ 34 میں وارننگ دینے والے عذاب کا ذکر ہے کہ کسی قوم کی بداعمالیوں کے نتیجے میں ان پر عذاب نہ بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ آیت نمبر۔ 35 میں فَذُوْقُوا الْعَذَابَ میں اس عذاب کی طرف اشارہ ہے جو میدانِ بدر میں اہل مکہ پر نازل ہوا۔

آیت نمبر (38 تا 44)

م ض ی

(ض) **مُضِيًّا** گزر جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 38

اِمْضِ فعل امر ہے۔ تو گزر جا۔ ﴿وَامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝﴾ (15/الحجر: 65) ''اور تم لوگ گزر جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

ق ص و

(ن۔س) **قَصْوًا اور قَصًا** دور ہونا۔

قَصِيٌّ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دور۔ ﴿فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝﴾ (19/مریم: 22) ''پھر وہ گوشہ نشین ہوئیں اس کے ساتھ ایک دور والے مکان میں۔''

اَقْصٰى مؤنث قُصْوٰی۔ افعل تفضیل ہے۔ زیادہ دور۔ زیر مطالعہ آیت۔ 42۔ اور ﴿وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ز﴾ (28/القصص: 20) ''اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے سے دوڑتا ہوا۔''

ترکیب

(آیت۔ 39) حَتّٰی پر عطف ہونے کی وجہ سے يَكُوْنَ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ 41) اَنَّمَا ایک لفظ یعنی کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ اَنَّ اور مَا موصولہ کو ملا کر لکھا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔ 2/البقرہ 11۔ 12، نوٹ۔ 2)۔ (آیت۔ 42) اَلرَّكْبُ مبتدا ہے اور اَسْفَلَ اس کی خبر ہے جو کہ افعل التفضیل ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا کیونکہ بات کی ابتدا اِذْ سے ہوئی ہے۔ لِيَهْلِكَ کی لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَحْيٰى محلاً حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ

قُلْ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَّنْتَهُوْا	يُغْفَرْ	لَهُمْ	مَّا
آپ کہہ دیجیے	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	وہ باز آجائیں	تو معاف کردیا جائے گا	ان کے لیے	اس کو جو

قَدْ سَلَفَ ج	وَاِنْ	يَّعُوْدُوْا	فَقَدْ مَضَتْ	سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ٣٨	وَقَاتِلُوْهُمْ	حَتّٰى	لَا تَكُوْنَ
گزرا ہے	اور اگر	وہ لوگ پھر کریں گے	تو گزر چکا ہے	اگلے لوگوں کا طریقہ	اور تم لوگ جنگ کروان سے	یہاں تک کہ	نہ رہے

فِتْنَةٌ	وَّيَكُوْنَ	الدِّيْنُ	كُلُّهٗ	لِلّٰهِ ج	فَاِنِ	انْتَهَوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
کوئی فتنہ	اور یہاں تک کہ ہوجائے	نظام حیات	اس کا کل	اللہ کے لیے	پھر اگر	وہ لوگ باز آجائیں	تو بیشک اللہ	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

بَصِيْرٌ ٣٩	وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَوْلٰىكُمْ ط	نِعْمَ	الْمَوْلٰى	وَنِعْمَ
دیکھنے والا ہے	اور اگر	وہ روگردانی کریں	تو تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	تمہارا کارساز ہے	کیا ہی اچھا	کارساز ہے	اور کیا ہی اچھا

النَّصِيْرُ ٤٠	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	غَنِمْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَاَنَّ	لِلّٰهِ	خُمُسَهٗ
مددگار ہے	اور جان لو	کہ جو کچھ	تم لوگوں نے غنیمت حاصل کی	کوئی بھی چیز	تو یہ کہ	اللہ کے لیے	اس کا پانچواں حصہ ہے

وَلِلرَّسُوْلِ	وَلِذِي الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَابْنِ السَّبِيْلِ لا	اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ
اور ان رسولؐ کے لیے ہے	اور قرابتداروں کے لیے ہے	اور یتیموں کے لیے ہے	اور مسکینوں کے لیے ہے	اور مسافر کے لیے ہے	اگر	تم لوگ	ایمان لائے

بِاللّٰهِ	وَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلٰى عَبْدِنَا	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ ط	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ پر	اور اس پر جو	ہم نے اتارا	اپنے بندے پر	فیصلے کے دن	جس دن	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ٤١	اِذْ	اَنْتُمْ	بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	وَهُمْ	بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	وَالرَّكْبُ	اَسْفَلَ
قدرت رکھنے والا ہے	جب	تم لوگ تھے	نزدیکی کنارہ پر	اور وہ لوگ تھے	دور والے کنارہ پر	اور سواروں کا دستہ (یعنی قافلہ)	زیادہ نشیب میں تھا

مِنْكُمْ ط	وَلَوْ	تَوَاعَدْتُّمْ	لَاخْتَلَفْتُمْ	فِي الْمِيْعٰدِ لا	وَلٰكِنْ	لِّيَقْضِيَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ
تم سے	اور اگر	تم باہم معاہدہ کرتے	تو ضرور اختلاف کرتے	مقررہ وقت میں	اور لیکن	تاکہ پورا کرلے	اللہ	ایک ایسے کام کو جو	تھا

مَفْعُوْلًا لا	لِّيَهْلِكَ	مَنْ	هَلَكَ	عَنْ بَيِّنَةٍ	وَّيَحْيٰى	مَنْ	حَيَّ	عَنْ بَيِّنَةٍ ط	وَاِنَّ اللّٰهَ
کیا جانے والا	تاکہ وہ ہلاک ہو	جو	ہلاک ہوا	روشن (دلیل) سے	اور وہ زندہ رہے	جو	زندہ رہا	روشن (دلیل) سے	اور بیشک اللہ

لَسَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ٤٢ لا	اِذْ	يُرِيْكَهُمُ	اللّٰهُ	فِيْ مَنَامِكَ	قَلِيْلًا ط	وَلَوْ	اَرٰىكَهُمْ
تو یقیناً سننے والا ہے	جاننے والا ہے	جب	دکھایا آپؐ کو انہیں	اللہ نے	آپ کی نیند کے وقت میں	تھوڑا ہوتے ہوئے	اور اگر	وہ دکھاتا آپؐ کو انہیں

كَثِيْرًا	لَّفَشِلْتُمْ	وَلَتَنَازَعْتُمْ	فِي الْاَمْرِ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	سَلَّمَ ط	اِنَّهٗ
زیادہ ہوتے ہوئے	تو تم لوگ ضرور ہمت ہارتے	اور تم لوگ ضرور باہم کھینچا تانی کرتے	اس حکم میں	اور لیکن	اللہ نے	سلامتی دی	بیشک وہ

عَلِيۡمٌ	بِذَاتِ الصُّدُوۡرِ ﴿۴۳﴾	وَاِذۡ	يُرِيۡكُمُوۡهُمۡ	اِذِ الۡتَقَيۡتُمۡ	فِىۡۤ اَعۡيُنِكُمۡ	قَلِيۡلًا
جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور جب	اس نے دکھایا تم لوگوں کو انہیں	جب تم لوگ آمنے سامنے ہوئے	تمہاری آنکھوں میں	تھوڑا ہوتے ہوئے

وَّيُقَلِّلُكُمۡ	فِىۡۤ اَعۡيُنِهِمۡ	لِيَقۡضِىَ	اللّٰهُ اَمۡرًا	كَانَ	مَفۡعُوۡلًا ؕ	وَاِلَى اللّٰهِ
اور اس نے تھوڑا کیا تم لوگوں کو	ان کی آنکھوں میں	تا کہ پورا کرے	اللہ ایک ایسے کام کو جو	تھا	کیا جانے والا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرۡجَعُ	الۡاُمُوۡرُ ﴿۴۴﴾ ع
لوٹائیں جائیں گے	تمام کام

نوٹ:1 آیت۔39 میں فِتۡنَةٌ کا لفظ تشدد (Persecution) کے مفہوم میں ہے۔ یعنی مسلمانوں کو بجبر وظلم دین حق سے روکنے کا سلسلہ۔ فرمایا ان سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ اس سرزمین سے اس فتنہ کا استیصال ہو جائے۔ کسی کے لیے اس کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کی بنا پر ستا سکے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

دین تمام تر اللہ کا ہو جائے یعنی حرم کی سرزمین پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ خانۂ کعبہ اللہ کی وحدانیت کی عبادت کے لیے تعمیر ہوا تھا لیکن قریش نے اس کو ایک بت خانہ بنا ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان غاصبوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ سرزمین حرم پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (45 تا48)

ب ط ر

(س) بَطَرًا زیادہ نعمت پا کر بہک جانا۔ اِترا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 47 اور ﴿وَ كَمۡ اَهۡلَكۡنَا مِنۡ قَرۡيَةٍۢ بَطِرَتۡ مَعِيۡشَتَهَا ۚ﴾ (28/القصص:58) ''اور ہم نے ہلاک کیں کتنی ہی ایسی بستیاں جو اترا گئیں تھیں اپنی معیشت پر۔''

ن ک ص

(ض) نَّكَصَا کسی چیز سے پیچھے ہٹنا۔ پسپا ہونا۔ پلٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترکیب

(آیت۔46) فَتَفْشَلُوْا کا فاسبیہ ہے اور اسی پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذْهَبَ بھی حالت نصب میں آیا ہے۔ (آیت۔47) بَطَرًا اور رِئَآءَ النَّاسِ، دونوں حال ہیں اور اس کے آگے پورا جملہ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمْ	فِئَةً	فَاثْبُتُوْا	وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ سامنے آؤ	کسی جماعت کے	تو تم لوگ ڈٹے رہو	اور یاد کرو	اللہ کو

كَثِيْرًا	لَّعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ﴿۴۵﴾	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَنَازَعُوْا	فَتَفْشَلُوْا
کثرت سے	شاید تم لوگ	مراد پاؤ	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور آپس میں جھگڑا مت کرو	ورنہ تم لوگ ہمت ہار جاؤ گے

وَتَذْهَبَ	رِيْحُكُمْ	وَاصْبِرُوْا	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۴۶﴾	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	خَرَجُوْا
اور اکھڑ جائے گی	تمہاری ہوا	اور ثابت قدم رہو	یقیناً اللہ	صدا کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور تم لوگ مت ہونا	ان لوگوں جیسے جو	نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ	بَطَرًا	وَّرِئَآءَ النَّاسِ	وَيَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
اپنے گھروں سے	اتراتے ہوئے	اور لوگوں کا دکھاوا کرتے ہوئے	اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اور اللہ	اس کا جو	وہ لوگ کرتے ہے

مُحِيْطٌ ﴿۴۷﴾	وَاِذْ	زَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	وَقَالَ	لَا غَالِبَ
احاطہ کرنے والا ہے	اور جب	مزین کیا	ان کے لیے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	اور اس نے کہا	کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے

لَكُمُ	الْيَوْمَ	مِنَ النَّاسِ	وَاِنِّيْ	جَارٌ	لَّكُمْ	فَلَمَّا	تَرَآءَتِ	الْفِئَتٰنِ	نَكَصَ
تم لوگوں پر	آج کے دن	لوگوں میں سے	اور یہ کہ میں	حمایتی ہوں	تمہارے لیے	پھر جب	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	تو پلٹا

عَلٰى عَقِبَيْهِ	وَقَالَ	اِنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّنْكُمْ	اِنِّيْٓ	اَرٰى	مَا	لَا تَرَوْنَ	اِنِّيْٓ
اپنی دونوں ایڑیوں پر	اور اس نے کہا	کہ میں	بری ہوں	تم لوگوں سے	بیشک میں	دیکھتا ہوں	اس کو جو	تم لوگ نہیں دیکھتے	بیشک میں

اَخَافُ	اللّٰهَ	وَاللّٰهُ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾
ڈرتا ہوں	اللہ سے	اور اللہ	پکڑنے کا سخت ہے

نوٹ: 1

آیت۔46 میں لَا تَنَازَعُوْا فرمایا ہے یعنی باہمی کشاکش کو روکا ہے، رائے کے اختلاف یا اس کے اظہار سے منع نہیں کیا، اختلاف رائے جو دیانت اور اخلاص کے ساتھ ہو وہ کبھی نزاع کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ نزاع وجدال وہیں ہوتا ہے جہاں اختلاف رائے کے ساتھ اپنی بات منوانے اور دوسرے کی بات نہ ماننے کا جذبہ کام کر رہا ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (49 تا 58)

ش ر د

(ن) شَرُدًا بِدکنا۔ بھاگنا۔

(تفعیل) تَشۡرِيۡدًا ڈرانا۔ بھگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 57

ترکیب

(آیت۔51) لَيۡسَ بِظَلَّامٍ کا ترجمہ سمجھنے کے لیے آیت نمبر 3/182، نوٹ۔3 کو دوبارہ دیکھ لیں۔ (آیت۔53) بِاَنَّ کا اسم اَللّٰهَ ہے۔ اور لَمۡ يَكُ مُغَيِّرًا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں لَمۡ يَكُ دراصل لَمۡ يَكُنۡ ہے۔ اس کا دونوں طرح استعمال جائز ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس جملہ میں لَمۡ يَكُ کا اسم هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے جبکہ مُغَيِّرًا اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور نِعۡمَةً اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ يُغَيِّرُوۡا کا فاعل اس میں هُمۡ کی ضمیر ہے جو قَوۡمٍ کے لیے ہے۔ (آیت۔56) لَا يَتَّقُوۡنَ کا مفعول نَقۡضَ الۡعَهۡدِ محذوف ہے۔ (آیت۔57) فَشَرِّدۡ کا مفعول مَنۡ ہے جبکہ خَلۡفَهُمۡ ظرف ہونے کی وجہ نصب میں ہے۔

ترجمہ

اِذۡ	يَقُوۡلُ	الۡمُنٰفِقُوۡنَ	وَالَّذِيۡنَ	فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ	مَّرَضٌ	غَرَّ	هٰٓؤُلَآءِ	دِيۡنُهُمۡ ؕ	وَ	مَنۡ
جب	کہتے تھے	منافق لوگ	اور وہ لوگ جن کے	دلوں میں	ایک مرض تھا	دھوکا دیا	ان کو	ان کے دین نے	حالانکہ	جو

يَّتَوَكَّلۡ	عَلَى اللّٰهِ	فَاِنَّ اللّٰهَ	عَزِيۡزٌ	حَكِيۡمٌ ﴿۴۹﴾	وَلَوۡ	تَرٰٓى	اِذۡ	يَتَوَفَّى	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوا ۙ
بھروسہ کرتا ہے	اللہ پر	تو یقیناً اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر	آپؐ دیکھتے	جب	پورا پورا لیتے تھے	ان کو جنہوں نے	کفر کیا

الۡمَلٰٓئِكَةُ	يَضۡرِبُوۡنَ	وُجُوۡهَهُمۡ	وَاَدۡبَارَهُمۡ ۚ	وَذُوۡقُوۡا	عَذَابَ الۡحَرِيۡقِ ﴿۵۰﴾	ذٰلِكَ	بِمَا
فرشتے	مارتے ہوئے	ان کے چہروں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	اور (کہتے ہوئے کہ) چکھو	جلنے کا عذاب	یہ	بسبب اس کے ہے جو

قَدَّمَتۡ	اَيۡدِيۡكُمۡ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيۡسَ	بِظَلَّامٍ	لِّلۡعَبِيۡدِ ﴿۵۱﴾	كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ
آگے بھیجا	تمہارے ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	کچھ بھی ظلم کرنے والا	بندوں پر	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ	كَفَرُوۡا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ	بِذُنُوۡبِهِمۡ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے انکار کیا	اللہ کی نشانیوں کا	تو پکڑا ان کو	اللہ نے	ان کے گناہوں کے سبب سے	بیشک اللہ

قَوِيٌّ	شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ ﴿۵۲﴾	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰهَ	لَمۡ يَكُ	مُغَيِّرًا	نِّعۡمَةً	اَنۡعَمَهَا
قوت والا ہے	پکڑنے کا سخت ہے	یہ	اس سبب سے ہے کہ	اللہ	ہرگز نہیں ہے	بدلنے والا	کسی ایسی نعمت کو	اس نے انعام کیا جسے

عَلٰى قَوۡمٍ	حَتّٰى	يُغَيِّرُوۡا	مَا	بِاَنۡفُسِهِمۡ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	سَمِيۡعٌ	عَلِيۡمٌ ﴿۵۳﴾	كَدَاۡبِ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ ۙ
کسی قوم پر	یہاں تک کہ	وہ لوگ بدلیں	اسکو جو	ان کے پاس ہے	اور یہ کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ ؕ	كَذَّبُوۡا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمۡ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے جھٹلایا	اپنے رب کی نشانیوں کو

فَاَهۡلَكۡنٰهُمۡ	بِذُنُوۡبِهِمۡ	وَاَغۡرَقۡنَاۤ	اٰلَ فِرۡعَوۡنَ ۚ
تو ہم نے ہلاک کیا ان کو	ان کے گناہوں کے سبب سے	اور ہم نے غرق کیا	فرعون کے پیروکاروں کو

وَكُلٌّ	كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾	اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ
اور سب کے سب	ظلم کرنیوالے تھے	بیشک	چلنے والے جانداروں کے بدترین	اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾
وہ لوگ ہیں جنہوں نے	کفر کیا	پھر وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں

اَلَّذِيْنَ	عٰهَدْتَّ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	يَنْقُضُوْنَ
وہ لوگ	آپؐ نے معاہدہ کیا	جن سے	پھر	وہ توڑتے ہیں

عَهْدَهُمْ	فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ	وَّهُمْ	لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾	فَاِمَّا
اپنے عہد کو	ہر بار	اور وہ لوگ	ڈرتے نہیں (عہد توڑنے سے)	تو اگر کبھی بھی

تَثْقَفَنَّهُمْ	فِي الْحَرْبِ	فَشَرِّدْ	بِهِمْ	مَّنْ	خَلْفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ﴿۵۷﴾	وَاِمَّا
آپؐ پائیں ان کو	جنگ میں	تو آپ بھگائیں	ان کے ذریعہ سے	ان کو جو	ان کے پیچھے ہیں	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور اگر کبھی بھی

تَخَافَنَّ	مِنْ قَوْمٍ	خِيَانَةً	فَانْۢبِذْ	اِلَيْهِمْ	عَلٰى سَوَآءٍ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
آپؐ کو خوف ہو	کسی قوم سے	کسی خیانت کا (معاہدہ میں)	تو آپؐ پھینک دیں (معاہدہ کو)	ان کی طرف	برابر برابر پر	بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ	الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۸﴾ ع
پسند نہیں کرتا	خیانت کرنے والوں کو

نوٹ:1

اللہ تعالیٰ کی نعمت و رحمت تو اس کے رب العالمین ہونے کے نتیجہ میں خود بخود ہے۔ البتہ اس نعمت کو قائم رکھنے کا ایک ضابطہ آیت۔53 میں بیان کیا گیا ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیتے ہیں، اسے اس وقت تک واپس نہیں لیتے جب تک وہ اپنے حالات اور اعمال کو بدل کر خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔

قریش کے متعلق تفسیر مظہری میں معتمد کُتب تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلاب بن مرہ، جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں تیسرے دادا ہیں، دین ابراہیمؑ و اسماعیلؑ کے پابند اور اس پر قائم تھے۔ قصی بن کلاب کے زمانہ میں قریش میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ ان سے پہلے کعب بن لوی ان کے دینی قائد تھے۔ وہ جمعہ کے روز سب کو جمع کر کے خطبہ دیا کرتے اور بتلایا کرتے تھے کہ ان کی اولاد میں خاتم الانبیاء (ﷺ) پیدا ہوں گے۔ ان کا اتباع سب پر لازم ہوگا۔ جو ان پر ایمان نہ لائے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں ان کے عربی اشعار جاہلیت میں مشہور و معروف ہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

قریش نے بت پرستی اختیار کر کے۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی موت و ہلاکت کو دعوت دی۔

نوٹ:2

آیت۔58 کی رو سے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اس کے طرز عمل سے یہ شکایت ہو جائے کہ وہ عہد کی پابندی میں کوتاہی برت رہا ہے یا یہ اندیشہ ہو کہ موقع پاتے ہی وہ ہمارے ساتھ غداری کرے گا، تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کرلیں کہ اب معاہدہ نہیں رہا۔ اس کے برعکس اس آیت میں ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو کوئی کارروائی کرنے سے پہلے فریق ثانی کو بتا دیں کہ اب معاہدہ باقی نہیں رہا تا کہ فسخ معاہدہ کا جیسا علم ہم کو حاصل ہے ویسا ہی اس کو بھی ہو جائے۔ (فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ کا یہی مطلب ہے)۔ البتہ اگر فریق ثانی علی الاعلان معاہدہ توڑ چکا ہو اور اس نے صریح طور پر ہمارے خلاف معاندانہ کارروائی کی ہو تو ایسی صورت میں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں بلا اطلاع جنگی کارروائی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی سند یہ ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملہ میں صلح حدیبیہ کو اعلانیہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اور بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کی۔ (تفہیم القرآن)